Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق

ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 4, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

سید خرم بخاری
پی۔ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد
ڈاکٹر میمونہ سبحانی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

فکشن اور فلم کے مابین تعلق: تحقیقی و تنقیدی نقطۂ نظر

Syed Khurram Bukhari
Ph.D Scholar, Urdu, Government College University Faisalabad
Dr. Mamuna Subhani
Associate Professor, Urdu, Government College University Faisalabad

The Relationship Between Fiction And Film: Research And Critical Perspectiv

Fiction and films are largely about a narrative that tells a story, both reflect social reality. Since the inception of cinema, fiction has attracted directors. The creative exchange between literature and cinema began in the last decade of the 19th century. The key difference between the two is the perception of the visual image and the concept of the mental image. Film is considered a branch of literature. In fiction we have the word, sentence, paragraph, chapter, and all the fiction. In the film we have the frame, scene shot, and sequence. The word in fiction and the image in the film are similar because they are visual phenomena, both seen through the eye. Recently, the link between fiction and film has been an intense and prolong reveal, but discussion continues among researchers, critics and reviewers on the credibility of film adaptation from text of fiction. Critics have defined the value and limitation of adaptation. An important point of discussion between researchers and critics is the ability of the written word to convey multiple layers of meaning and consciousness of events portrayed in film. However the main thrust of fiction is linguistic and the thrust of film is imagistic/visual.

Keywords: Fiction, Film, Adaption, Narrative, Written, Visual Literature

کلیدی الفاظ: فکشن، فلم، موافقت، بیانیہ، تحریری، بصری ادب

فلم ایک شعبہ نو ہے جس کو وجود میں آئے ایک صدی سے کچھ زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔اس مختصر عرصہ میں فلم سازی فن کے اظہار کی مؤثر، کار گر اور مستند شکل ثابت ہوئی ہے فلم کے ذریعے ہمیں ایسے تجربات کروائے گئے جن سے کہانی کا ابلاغ، جذبات کا اظہار اور خیالات کی عکاسی بہتر اور توانا انداز میں ممکن ہو سکی۔ فلم کو ایک جادوئی ایجاد مانا جاتا ہے جس کے سحر سے بچنا ناممکن ہے فلم سازی کے فن نے ہر خاص و عام کو متاثر کیا ہے ان پڑھ افراد سے لے کر پڑھے لکھے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی اس فن کے شیدائی ہیں۔ فلم متحرک تصاویر کا مجموعہ ہے جن کو سلسلہ وار مرتب کیا جاتا ہے۔سب حیران ہیں کہ کس طرح ان حرکی تصویروں نے ہمیں اپنے جادو سے مگن کیا ہوا ہے ۔فلمیں خیالات، معلومات اور واقعات کا احسن طریقے سے ابلاغ کرتیں ہیں۔ فلم ہمیں دیکھنے اور محسوس کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ یہ احساسات تجربات سے اجاگر ہوتے ہیں تجربات کہانیوں کے ذریعے رونما ہوتے ہیں آغاز، وسط اور انجام رکھتیں ہیں کہانیاں ہمارے معاشرے میں بکھری پڑی ہیں واقعات اور کردار ہماری زندگی اور سماج سے اخذ کیے جاتے ہیں۔ فلمیں اس لیے بنائی جاتی ہیں تاکہ وہ دیکھنے والوں کو محو کر سکیں انیسویں صدی کے اواخر میں فلم سازی کی صورت میں ایک نئی کائنات دریافت ہوئی۔ جو

 Corresponding Author's Email: memunasubhani@gcuf.edu.pk

عوامی تفریح اور تعلیم و تربیت کا ذریعہ بھی بنی اور ناظرین کی خاص توجہ کا مرکز بھی بنی ظفر اقبال میاں لکھتے ہیں:

فلم زندگی سے تخیئلی طور پر منتخب کیے ہوئے دلچسپ واقعات کا مجموعہ ہوتی ہے جو ایک مرکزی جذبے کے گرد بُنے ہوئے ہوتے ہیں اور ایک بامعنی انجام رکھتے ہیں یہ اپنے منطقی اور نفسیاتی سچائیوں پر مبنی ربط کی بدولت ایک چھوٹی سی کائنات کی تخلیق کرتے ہیں جو دیکھنے والوں کو خوب صورت اور حقیقی لگتی ہے اور جہاں یہ ناظرین کو ایک مخصوص حظ مہیا کرتی ہے وہاں ان کی جذباتی تربیت بھی کرتی ہے۔(1)

فلم سازی ایک ایسا عمل ہے جس میں ایک کہانی کو واقعات کی صورت میں کرداروں کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے یہ پیش کش ناظر کو ایک ایسی دنیا کی سیر کرواتی ہے جہاں تصاویر حرکت بھی کرتیں ہیں اور بولتی بھی ہیں متحرک تصاویر کے سلسلے کی کڑی منفرد سمعی و بصری(Audio-visual) میڈیم کو جنم دیتی ہے۔ یہ فن کی ایسی شکل ہے جو اپنے اندر توانا تخلیقی امکانات رکھتی ہے۔ فلم انسانی جذبات اور اس کی سوچ و فکر کا ایک زبردست ذریعہ ہے قدیر غوری لکھتے ہیں:

اچھی فلم بنائی جاسکتی ہے لیکن ایسی صورتِ حال میں جب کہ بنانے والوں کو بنانے کا شعور ہو اور شعور کی سب سے بڑی پہچان کہانی کے انتخاب، اچھے فن کاروں کے ربط سے ہے فن جذبات کی سچی عکاسی کا نام ہے اور کوئی فن کار اس وقت تک حقیقی معنوں میں فن کار کہلانے کا مستحق نہیں جب تک اس نے زندگی کے مختلف پہلوؤں کا نہایت باریکی کے ساتھ مشاہدہ اور مطالعہ نہ کیا ہو۔(2)

فلم ہمارے سماج اور معاشرے کا آئینہ اور لازمی حصہ بن چکی ہے معیاری فلم وہی ہے جو ہمارے معاشرے کی بہترین عکاسی کرے یہ فن ناظرین کے مزاج، طبع اور نفسیات پر براہ راست اور سرعت کے ساتھ اثر ڈالتا ہے۔ اس کے اثرات کی گہرائی اور گیرائی کا دار و مدار ہر انسان کی اپنی ذہنی اور دماغی کیفیت پر ہے مگر اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ جس ملک اور خطے میں فلموں میں جیسے رجحانات کی عکاسی کی جائے گی وہاں کی ثقافتی اور تہذیبی اقدار پر بھی ویسے ہی اثرات مرتب ہوں گے۔ فلم ایسا ذریعۂ ابلاغ ہے جو دوسرے میڈیا سے زیادہ مؤثر اور ہمہ گیر ثابت ہوا ہے فلم ایک بنے بنائے تجربے کو بیان کرتے ہوئے ہمارے ذہنوں اور جذبات کو معروف کر دیتی ہیں۔ فلم ایک ایسا فن ہے اور فلم سازی ایسی صنعت ہے جس کے بنیادی اسالیب وضع کرنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے عزیز جاوید لکھتے ہیں:

معیاری فلمیں ہمیشہ جسمانی حقائق اور ٹھوس واقعات سے زیادہ ان کے نفسیاتی پہلوؤں اور محسوساتی واردات سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ صورت حال بھی اس وقت تک مناسب اثرات مرتب نہیں کر سکتی جب کہ تمام فلم کے پیچھے کوئی مبسوط اور بلند نقطۂ نظر کارفرما ہو جس کی ان نفسیاتی پہلوؤں اور محسوساتی واردات سے توضیح و تکمیل ہو رہی ہو۔(3)

تاریخ انسانی کی طرح قصہ، کہانی اور حکایت قدیم علوم ہیں ہر تہذیب و ثقافت اور زبان و ادب کی ابتدا اساطیر، لوک کہانیوں، رزمیہ اور عشقیہ داستانوں سے ہوئی یہ ابتدائی کہانیاں زبانی روایت کی صورت میں نسل در نسل منتقل ہوئیں۔ یہ عمل ہر خاص و عام میں مقبول تھا اور ابھی کہانیاں ضبطِ تحریر میں نہ آئیں تھیں۔ ان قدیم ترین روایات کو بہت اہمیت دی گئی ہے کہانی کے ارتقا میں یہی روایات بنیاد بنیں جو کہانی کی شکل میں تاریخی دستاویز بھی ہیں۔ کہانی فکشن کی صورت میں ایسا نثری پیرایہ ہے جو فردِ واحد کے ظاہر و باطن یعنی تاریخی، تہذیبی، ثقافتی، سیاسی، سماجی، نفسیاتی اور روحانی احوال کو منظرِ عام پر لاتے ہوئے وحدت تاثر اور ارفعیت کو قائم رکھتا ہے۔ فکشن میں کہانی بیان کی جاتی ہے بیانیہ کی یہ شکل تخیلاتی دنیا تخلیق کرتی ہے۔ فکشن میں کہانی کی فنی خوبیاں ایسی ہوتی ہیں جو کہانی کے ابلاغ میں مدد کرتی ہیں فکشن کے ذریعے زندگی کے نشیب و فراز پیش کیے جاتے ہیں۔ آج فکشن اپنی غالب شکل میں ناول اور افسانے کی صورت میں موجود ہے۔ فکشن کی ان دو اقسام نے جذباتِ انسانی کی عکاسی اور نمائندگی بھرپور انداز میں کی، معاشرتی اقدار کو پیش کیا، ان امور کو فکشن کا اولین و بنیادی فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ جون گارڈنر لکھتے ہیں:

فکشن کا بنیادی مقصد ہمیشہ سے صرف انسانی جذبات، اقدار اور عقائد رہا ہے۔(4)

فکشن نے زندگی، سماج، اخلاق اور اقدار کو پیش کیا اسی فکشن میں کہانی کے بنیادی عناصر بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں فکشن میں باطنی زندگی اور خارجی ماحول کی عکاسی تخلیقی اوزان کے ساتھ پیش ہوتی ہے۔ اس میں جمالیاتی انبساط کا حصول باآسانی ممکن ہوتا ہے فکشن نگار زندگی اور اس کی سچائیوں کو دریافت کرنے کے بعد ایک خلاق کا روپ دھارتا ہے۔ اس کا کام لاشعور میں پوشیدہ تجربات کو شعور کے پردہ پر لانا بھی ہے فلم سازی میں بھی زندگی اور اس کے متعلقات کی پیش کش پردہ پر ہوتی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں فلموں کے آغاز (1895) سے کچھ عرصہ بعد ہی ادبا فلم انڈسٹری سے جڑ گئے فلم محقق یونس ہمدم لکھتے ہیں:

ہندوستان میں خاموش فلموں کے بعد جب بولتی فلموں کا دور آیا رفتہ رفتہ ادب کے لوگ بھی فلمی دنیا سے جڑتے چلے گئے۔(5)

فلم سازی نے غیر ناطق فلموں سے لے کر ناطق اور پھر رنگین فلموں کے ذریعے ترقی کی منازل بڑی تیزی سے طے کیں فلم سازی کے آغاز، ارتقا اور ترویج میں فکشن کا کردار کلیدی ہے۔ لوئس لی پرنس(Luis Le Prince۔1841-1890)نے دنیا کی پہلی فلم ”Roundhy Garden Scene“(1888) بنائی۔ جیورج میلیز(Georges Milies۔1861-1938)نے فلم میں فکشن کو پیش کیا اور برادر گرم(The brother

(Grimm)(1785-1863)کے ناول کو فلم سنڈریلا(Cinderella۔1899) میں ڈھالا ۔ ہندستان میں فلم کا آغاز 1896 میں ہوا جب The Lumiere Brothers[6] کی مختصر فلمیں 7جولائی1896کوواٹسن ہوٹل بمبئی میں دکھائی گئیں۔

محققین اور ناقدین عموماً فلم اور فکشن کو ایک رخ سے دیکھتے ہیں کہ فکشن کے اثرات فلم پر ہیں یا فلم فکشن کے زیرِ سایہ ہے۔ادب بہت وسیع دائرہ پر محیط ہے اور فلم سے پہلے کی تاریخ رکھتا ہے مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلم کسی فکشن کا عملی مظاہرہ ہے۔ فلم میں یہ خوبی ہے کہ وہ فکشن کی طرح زندگی کے نشیب و فراز کا دقیق خلاصہ پیش کرتی ہے۔ فلم سازی میں فکشن کی کہانیوں سے تحریک لی جاتی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس طرح فکشن کی وسعت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ فلم اور فکشن میں ایک بات بہت مشابہ ہے کہ دونوں بیانیہ اور کہانی سنانے کے فن ہیں ڈاکٹر رضوان الحق لکھتے ہیں:

فلم اور فکشن دونوں الگ الگ میڈیا ہیں ان کے اغراض و مقاصد منفرد ہیں ان کے اظہار کے طریقے الگ ہیں ان کے اوزار(Tools) الگ الگ ہیں ان کے خالق الگ ہیں ان کے قاری اور ناظرین بھی الگ الگ ہیں لیکن اس کے باوجود دونوں میں بہت یکسانیت ہوتی ہیں دونوں میں ایک کہانی ہوتی ہے۔(7)

فکشن اور فلم کہانی بیان کرنے کا ارتقائی عمل بھی ہے دونوں گزرے ہوئے وقت کو زندگی بخش کر ایک نئے رنگ وڈھنگ میں پیش کرتے ہیں۔ فلم نام ہی مبالغہ آرائی کا ہے فکشن پر فلم بنانا کسی خاص دور اور دورانیے کے فن کو ایک نئے انداز میں پیش کرنا ہے اس پیش کش میں چند امور کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

۱۔ ماحول (Setting)

۲۔ کردار (Characters)

۳۔ واقعات (Plot Events)

۴۔ نتائج (Resolutions)

ماحول سے مراد کہانی، اس کا مرکزی خیال، آغاز اور منظر نگاری ہے کردار کسی بھی فلم یا فکشن کا چہرہ ہوتے ہیں اور فکشن پر مبنی فلموں کی پہچان کا بہت اہم ذریعہ ہیں واقعات کی ترتیب پلاٹ کہلاتی ہے ۔ جسے نہ صرف فکشن میں اہمیت حاصل ہے بلکہ فلم کا بھی اہم جزو ہے کہانی کے مطابق پلاٹ مرتب کرنے میں آسانی ہوتی ہے، مگر منظر، کرداروں، ماحول اور علامات وغیرہ سے بھی پلاٹ ترتیب دیا جاتا ہے۔ایسی صورتِ حال میں پلاٹ کی روایتی ترتیب زیادہ اہم نہیں ہوتی ہے۔ کسی بھی فلم کے نتائج، انجام یا اختتام کہلاتے ہیں فلم کی کامیابی اور ناکامی میں انجام بہت اہمیت رکھتا ہے۔ فلم سازی میں فکشن کے دخول سے محقق اور ناقد اس عمل کی ضرورت، اہمیت اور تعلق کو پرکھتے ہیں فلم میں فکشن کی پیش کش سے فلم کا معیار بلند ہوا ہے پسندیدگی اور کاروباری اعتبار سے فکشن پر بننے والی فلمیں انفرادیت کی حامل ہیں ہادی کئے (Heidi Kaye)لکھتے ہیں:

جب فلم اور فکشن کے حوالے سے بات کی جاتی ہے تو فلم/فکشن سیریز کے اس مجموعہ میں حصہ دار اس سوال سے نمٹنے کے لیے کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ، "کلاسیک" اور "پاپولر" جیسے نشانوں کی قدر کا تعین کرنے کے لیے بہت سے طریقوں سے کوشش کرتے ہیں۔ جب کلاسیکی تحریر کو نئے کمرشل میڈیم میں ڈھالا جاتا ہے تب کیا ہوتا ہے اور کس طرح بنیادی اصول ادبی تاریخ پر اثر انداز ہوتے ہیں اس بارے میں بھی تفتیش ہونی چاہیے۔(8)

فکشن اور فلم کے مابین تعلق تفرقات اور مماثلات کے درمیان گھومتی ہوئی سرگرمی ہے فکشن پر بننے والی فلمیں اظہار اور ابلاغ کا منفرد پیرایہ ہیں فکشن کا فلم میں پیش کرنا فلمی تصرف(Film Adaptation) کہلاتا ہے۔ یہ شعبے اور تخلیق کے لحاظ سے فن کی بالکل نئی شکل ہے اس فن میں کہانی مختلف اور کئی الگ طریقوں سے پیش ہوتی ہے جو فکشن کی طرح وسعت کا حامل ہے فلمی تصرف میں بہت زیادہ وسعت ہے محققین اور ناقدین نے فلمی تصرف میں تکنیکی امکانات کا اظہار کیا ہے اس عمل میں جمالیاتی عناصر پائے جاتے ہیں پروفیسر رئیس انور لکھتے ہیں:

فلمی دنیا میں اردو فکشن کے شہپاروں کو ایک نیا رنگ روپ دیا گیا۔ (9)

فکشن کے فلمی تصرف میں صنعت اور معاشیات کو بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ فکشن اور فلم کو پسند کرنے والے مختلف لوگ ہیں ایک قاری ہے اور دوسرا ناظر ہے ۔دونوں میڈیاز میں سنسر شپ کا فرق ہے دونوں میڈیاز کی تشہیر و اشاعت کے ادارے مختلف ہیں۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھ کر فکشن اور فلم کے مابین تعلق کو محققین اور ناقدین اپنے اپنے الگ زاویہ نگاہ سے پیش کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں

۱۔ تحقیقی نقطۂ نظر

۲۔ تنقیدی نقطۂ نظر

تحقیقی نقطۂ نظر:

فکشن کے فلمی تصرف پر تحقیق کی ابتدا دو اسرائیلی بھائیوں نے کی جو ترجمہ نگاری کے اسکالر تھے۔ دونوں بھائیوں اتمر عون۔ دہر (Itamar Even-Zohar پ۔1939) اور جدعون ٹورے (Gideon Toury۔1942-2016) کا زیادہ کام ادبی ترجمہ نگاری پر ہے۔ انہوں نے ۱۹۷۰ء میں فلمی تصرف پر تھیوری PS(Polysystem۔1979) پیش کی جو زیادہ تر تصوراتی (Conceptual) اور طریقیاتی ساخت (Methodological) کو زیر بحث لاتی ہے پیرک کیٹیریسی (Patrick Cattrysse) لکھتے ہیں:

ڈسکرپٹو ایڈاپشن سٹڈیز (Descriptive Adaption Studies) کا مقصد نظام اور اصولوں کے مطابق تصرف کو بیان کرنا اور اس کی وضاحت کرنا ہے۔ یہ تحقیق ایک پروگرام پر مبنی ہے جسے "پولی سسٹم (PS) " کہتے ہیں جو کہ تصرف کی پڑھائی ہے۔(10)

تحقیقی نقطۂ نظر فکشن اور فلم کے تعلق سے واقفیت کا موجب بنتا ہے معلوماتی، تعلیمی اور علمی سطح کو اجاگر کرنے کا باعث بنتا ہے۔ تحقیقی نقطۂ نظر میں فکشن اور فلم کے مابین تعلق میں درج ذیل امور پیش نظر رہتے ہیں۔

۱۔ساخت (Structure)

۲۔سیاق وسباق (Context)

ساخت: اس میں نظریاتی امور کو زیر غور لایا جاتا ہے اور اس کی پرکھ منطقی پیمانے پر ہوتی ہے اس کا بنیادی نقطہ فکشن اور فلم کی کہانی کے مکمل ڈھانچے کی شناخت ہے ڈاکٹر رضوان الحق لکھتے ہیں:

کوئی فلم ساز کسی فکشن پر تبھی فلم بنائے گا جب کہ اس کا موضوع، اس کا مرکزی خیال، مرکزی کردار یا اس کہانی کا ڈھانچہ پسند آئے گا۔ (11)

ڈھانچہ عمارت کا وہ بیرونی حصہ جس کا تعلق سطح یا تعمیر سے ہوتا ہے قاری کے تصور اور ناظر کی تصویر کے درمیان تصادم کا بیان ساخت ہے۔ فکشن فلم میں منتقل ہو کر کیسے نشو و نما پاتا ہے۔ فکشن کی ساخت فلم کی ساخت میں کیسے ڈھلی ان امور کو محقق واضح کرنے اور پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی معلومات ٹھوس حقائق پر مبنی ہوتی ہیں اس میں ناظر کے بجائے قاری کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے کہ اس نے فکشن کی فلم میں پیش کش کو کس سطح اور معیار پر پایا ہے۔

مثلاً راجندر سنگھ بیدی (1915-1984) کے ناول "ایک چادر میلی سی" کو بھارت سے 1986 میں فلم "اک چادر میلی سی" میں پیش کیا گیا تھا تو ناول زیادہ ضخیم نہیں ہے۔ ناول جتنے صفحات پر مشتمل ہے اور جو اس ناول کا ڈھانچہ ہے اس کو بآسانی فلم میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس ناول پر مبنی فلم دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ فلم کی بجائے ناول دیکھ رہے ہیں ناول پڑھنے کے بجائے اس کے کرداروں، واقعات اور کہانی کو متحرک دیکھ رہے ہیں۔ معمولی تبدیلیوں کے ساتھ ناول کا ڈھانچہ، مرکزی کردار اور مرکزی خیال فلم میں پیش کر دیا گیا ہے۔ قارئین اور ناظرین نے فلم کو پسند کیا۔

ناول میں سب سے بڑی تبدیلی "رانو" کے بچوں کی تعداد میں کی گئی ہے ناول میں رانو کی ایک لڑکی کے علاوہ دو جڑواں لڑکے ہیں جب کہ فلم میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے۔ واقعات میں معمولی تبدیلیاں ہیں۔ رانو کی سہیلی اور پڑوسن "چنوں" رانو سے کہتی ہے کہ اپنے دیور منگل سے شادی کر لے اس پر چادر ڈال دے یہ بات کرنے کے بعد چنوں اپنے شوہر سے اس معاملے پر بات کرتی ہے۔ ناول میں اس واقعے کو طویل لکھا گیا ہے اور جزئیات سے کام لیا گیا ہے۔ چنوں اور اس کا شوہر مشورہ کرنے کے لیے رانو کے سسر حضور سنگھ سے بھی بات کرتے ہیں فلم میں وقت کی تحدید ہوتی ہے اس لیے فلم میں اس معاملے کو رانو اور چنوں کے درمیان رکھا گیا ہے۔ اس معاملے کو ڈراما کے انداز میں فلم کی ضرورت کے مطابق پیش کر دیا گیا ہے ناول میں گاؤں کی منظر نگاری پر بھرپور توجہ نہیں دی گئی۔ ناول کی کہانی فلم میں ڈھالتے ہوئے ڈرامائی عناصر کی عکاسی پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے تاکہ تصادم کی صورت پیدا کر کے تجسس اور تحیر کو اجاگر کیا جا سکے۔ اس امر کا مقصد ناظرین کی دلچسپی کو قائم رکھنا ہوتا ہے منگل کے چند سین فلم میں اضافی ہیں اس سین میں جن واقعات کو پیش کیا گیا ہے وہ ناول میں موجود نہیں ہیں۔ منگل ایک بوڑھی عورت جھیلی کے باغ سے پھل چوری کرتا ہے یہ عورت منگل کی شکایت لگانے کے لیے گھر تک پہنچ جاتی ہے، اس واقعے سے فلم میں مزاح کا عنصر پیدا کیا گیا ہے۔ فلم کا اختتام ناول جیسا ہے مگر اس کا انداز ذرا مختلف ہے۔ ناول میں رانو کی بیٹی کی شادی جس لڑکے سے ہوتی ہے وہ رانو کے شوہر تلوکے کا قاتل ہے جب وہ بارات لے کر آتا ہے تو رانو اسے پہچان لیتی ہے مگر باقی لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا ۔رانو کا سسر کہتا ہے کہ تو اسے نہیں جانتی، میں بھی نہیں جانتا کوئی بھی نہیں جانتا۔ تب رانو کہتی ہے اچھا بابو اچھا۔ جبکہ فلم میں رانو باقاعدہ طور پر شور مچاتی ہے اور شادی رکوا دیتی ہے مگر پھر لڑکا رانو سے معافی مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں اس لیے تمہاری بیٹی سے شادی کر رہا ہوں اپنے شوہر منگل اور سسر حضور سنگھ کے کہنے پر وہ مان جاتی ہے۔ ناول میں تخلیقی اور فنی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے جب کی فلم میں تخلیقی سے زیادہ فنی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ناول کی زبان اور لہجہ فلم میں پیش نہیں کیا جا سکا۔ ناظر ان نزاکتوں سے آشنا ہوتا ہے اس کی توجہ زیادہ تر دیکھنے پر مرکوز ہوتی ہے اس لیے فکشن کے لب ولہجہ کو فلم کے مطابق ڈھالنا پڑتا ہے محقق ان امور کو قاری اور ناظر کے سامنے لاتا ہے۔

سیاق وسباق: اس میں مرکزی خیال کو دیکھا جاتا ہے کہ اس کی پیش کش فلم میں کتنی حد تک ہوئی ہے فکشن نگار کے بنیادی نقطۂ نظر کو تلاش کر کے اس کی تشریح فلم میں پیش کر دی جاتی ہے۔ اس میں سیاسی، سماجی، معاشی اور اصلاحی سیاق وسباق اہم ہیں۔ فلم کے انداز اور روایت کو فلمی تصرف میں معاون و مددگار ہونا چاہیے۔ سیاق وسباق میں فلم کے لیے اداکاروں کا انتخاب، لباس کا انتخاب، فلم بندی کا مقام و جگہ، سیٹ ڈیزائننگ، کیمرے اور عدسوں کا استعمال، موسیقی اور تدوین بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں کچھ فلموں میں ان کے انداز کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف سیاق وسباق یا مرکزی خیال کو مرکوز کیا جاتا ہے تاہم زیادہ اہم یہ ہے کہ فلم کا درجہ زندگی کے سیاسی اور سماجی پہلوؤں کو اجاگر کرے متعلقہ کام میں فلم کی خوبیاں نمایاں ہو سکیں تاکہ فکشن کی فلم میں پیش کش زیادہ واضح ہو۔

تنقیدی نقطۂ نظر:

فکشن کا فلمی تصرف ایک طرف تو فن ہے ایک تخلیقِ نو ایک سرگرمی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک مکمل عمل ہے ایک بالکل نیا کام ہے تخلیقِ نو یا ایک سرگرمی کے طور پر اس عمل کا مقصد ایک فن کی دوسرے فن میں منتقلی ہے۔ ایک فن کی جدید طریقے سے تشریح یا تعبیر کرنا ہے جیسے کسی دیوان کی شرح لکھی جاتی ہے۔ اسی طرح فکشن کا فلمی تصرف ایک کتاب کی تصویری شرح ہے اس عمل کے دوران تنقید پیرایہ بھی پیش نظر رہتا ہے۔

i. فکشن پر مبنی فلموں کو زیادہ تر لوگ مخالفت یا تعصب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ اصل مواد میں فلم ساز کا ذاتی نقطۂ نگاہ بھی شامل ہو جاتا ہے جو فکشن کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ بعض ناپختہ ذہن اور ناتجربہ کار فلم ساز یا ہدایت کار فکشن کا فلم میں چہرہ بگاڑ دیتے ہیں فیصل جعفری لکھتے ہیں:

تخلیقی نزاکتوں سے ناآشنا ایسے لوگوں کے لیے فکشن کی حرمت کوئی معنی نہیں رکھتی صرف تجارتی مفاد مدِ نظر رہتا ہے۔(12)

ii. ناقدین کے نزدیک فکشن کے فلمی تصرف کے نظریات کا دائرہ عمل متعین کرنا بہت ضروری ہے کہ فکشن سے کون سا مواد شامل کیا جائے جو فلمی تصرف کے لیے سود مند ثابت ہو سکے اور کس مواد کی فلم کے لیے ضرورت نہیں ہے اور یہ کہ فکشن کو کس حد تک شامل کر سکتے ہیں اس کے لیے کون سے طریقہ کار تجویز کیے جا سکتے ہیں۔

iii. فکشن اور فلم کے تعلق کو ان مباحث، طریقہ کار یا روایت کی بنیاد پر پرکھا جائے۔(۱) روسی ہیئت پسندی (۲) سوسئیر کا علامات کا نظریہ (۳) ثقافتی نقطۂ نظر (۴) تانیثیت کا نظریہ (۵) مابعد نوآبادیات (۶) جمالیات (۷) اخلاقی اور ایکو تنقید (۸) بین المتونیت پریم پال اشک لکھتے ہیں:

فلم تنقید کا کوئی بھی طریقہ وضع کیا جائے اسے فنون کے گہرے اور پر مغز مطالعے زبان و بیان کے اعلیٰ اور ارفع اظہار پر توجہ دینی ہوتی ہے۔(13)

دورِ حاضر میں سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ ان دو میڈیاز میں کن باتوں پر اشتراک ہے اور کون سے امور مخالفت کا باعث بنتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ کہ بولے گئے لفظ اور دیکھائی گئی تصویر کے اشتراک سے ہم فکشن کی نمائندگی کس حد تک کرتے ہیں فکشن اور فلم میں زبان و مکان کی پیش کش کس انداز میں ہوتی ہے۔ دونوں فنون کے ملاپ سے شعور کی رو کی پیش کش کس طرح ہوتی ہے جذبات کا اظہار اور بیان فلم میں کیسے اور کس حد تک ہوتا ہے فکشن کے فلمی تصرف میں تمثیلیات کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ ثقافتی اور سماجی پہلو بھی اہم ہیں معاشی اور تصوراتی نظریات زیر غور رہتے ہیں تہذیب و ثقافت کی وقت اور مقام کے تبدیل ہونے سے تبدیلی کے اثرات پیشِ نظر رکھے جائیں۔ فلموں نے مختصر عرصہ میں جو مقبولیت سمیٹی ہے اس مقبولیت میں فکشن کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ فلموں میں کہانی، کردار، مکالمات، مناظر اور نغمات ادب کی دین ہیں تحقیقی و تنقیدی نقطۂ نظر سے ان عوامل کی پرکھ نہ صرف فلم کو جلا بخشتا ہے بلکہ فکشن کو مزید معتبر کرتا ہے۔ فکشن کی بدولت عوام کی رغبت اور دلچسپی فلموں میں مزید بڑھ گئی ہے۔ فلم کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ عیاں ہوتا ہے کہ فلم کے آغاز، ارتقا اور ترویج میں فکشن نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ فکشن کی فلم میں پیش کش ایک ایسا رجحان ہے جس نے ہر دور میں عوام کو فلموں سے مخصوص معیار کے ساتھ جوڑنے کی سعی کی ہے یہ ایسا رجحان ہے جو قارئین اور ناظرین کو تخلیقی توانائی کے ساتھ فلم سے جوڑتا ہے ڈڈلی انڈریو (Dudly Andrew) لکھتے ہیں:

اسی طرح تصرف دونوں ہے ایک چھلانگ اور طریقہ کار۔(14)

فلموں کی اپنی شعریات ہوتی ہیں سمعی و بصری میڈیم کہانی کی جدید شکل کو پیش کرتا ہے۔ ادب جو نثر و نظم پر مشتمل ہے اس نے فنِ فلم سازی کو نئی جہت بخشی ہے فلموں کو رومانیت، المیہ اور شعریت سے مزین کیا اور فلم کے لیے بنیادی کردار ادا کرتے ہوئے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کیے ہیں۔ فکشن کا فلم میں پیش کرنا آسان کام نہیں ہے تحقیقی و تنقیدی رویہ اس بات پر توجہ دلاتا ہے کہ فکشن کی فلم میں پیش کش سے فکشن کا مواد (Content) مجروح نہ ہو فلم کا بنیادی مقصد تفریح فراہم کرنا ہے فکشن کا مواد معیار سازی کے ساتھ صحت مند تفریح بھی فراہم کرتا ہے۔ فلم کا تعلق صنعت سے بھی ہے اور جہاں کاروبار ہوتا ہے وہاں مالی فوائد کا حصول اولیت کا حامل ہوتا ہے۔ فکشن کے فلمی تصرف پر پچھلی کئی دہائیوں میں تحقیق و تنقید سے صحت مند مباحث پیش کیے جا رہے ہیں جس کا فائدہ یہ ہوا ہے کہ قاری اور ناظر کو آہستہ آہستہ یقین آ گیا ہے کہ یہ کوئی انوکھا کام یا کوئی عجوبہ چیز نہیں ہے یہ تو ادب کا ہی ایک حصہ ہے جس کو کرنے کا انداز کتاب اور قلم سے تھوڑا مختلف ہے۔ اس لیے اگر بین الاقوامی طور پر دیکھا

جائے تو فکشن اور فلم کے تعلق کو بڑھانے کے لیے قارئین، ناظرین، ناقدین اور محققین نے مثبت رویہ اپنایا اور اس کے ساتھ ساتھ اس رجحان کو تعلیمی اور عملی سطح پر تقویت بخشی ہے۔

حوالہ جات

1. ظفر اقبال میاں، معیاری فلم سازی، لائل پور (فیصل آباد): قرطاس، ۱۹۷۵، ص ۵۷
2. قدیر غوری، فلم میکنگ، لاہور: پلس کمیونی کیشنز، ۱۹۹۸، ص ۲۷
3. عزیز جاوید، فلم سازی ایک فن، مشمولہ: آر گھس، جلد اول، شمارہ ۳۔۴، لاہور، ۱۹۶۲، ص ۳۶۱
4. John Gardner, The Art of fiction, New York: Alfred A. Knorf, 1984,P-14
5. یونس ہمدم، یادیں باتیں فلم نگر کی (حصہ دوم)، کراچی: فرید پبلشرز، ۲۰۱۸، ص ۱۳۶
6. www.britannica.com/biography/Lumiere-brothers, Accessed 5 December, 2022
7. رضوان الحق، ڈاکٹر، اردو فکشن اور سینما، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۸، ص ۱۳۷
8. Heidi Kaye, Introduction: Classic Across the Film/ Literature Divide, Annexed: Classic in Film and Fiction (Edited by: Deborah Cartmell) , London: Pluto Press, 2000, P-12
9. رئیس انور، پروفیسر، اردو زبان، ادب اور معاشرہ فلموں میں، مشمولہ: ہندوستانی فلمیں اور اردو نئی دہلی: ، ۲۰۱۲، ص ۴۶
10. Patrick Cattrysse, Descriptive Adaptation Studies, Annexed: Telling and Re-telling stories studies on literacy Adaptation to Film (Edited by: Paula Baldwin Lind), UK: Cambridge Scholars Publishing, 2016, P-2
11. رضوان الحق، ڈاکٹر، اردو فکشن اور سینما، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۸، ص ۱۳۰
12. فضیل جعفری، فکشن سے فلم تک، مشمولہ: اردو ادب، نئی دہلی، اکتوبر نومبر دسمبر ۲۰۰۵، ص ۱۵۸
13. ہریم پال اشک، فلم شناسی، نئی دہلی: موڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۲، ص ۹۱
14. Dudly Andrew, From concept in Film theory Adaptation, Annexed: Film Theory and criticism (Edited By: Leo Braudy) , New York: Oxford University Press, 2009, P-373